مدینۃ المسیح

قادیان ۳۰ ماہ وفا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ½۷ بجے شام بذریعہ فون دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

افسوس میاں گلاب الدین صاحب زرگر دار العلوم کی والدہ صاحبہ آج وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعد نماز عصر حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے نماز جنازہ پڑھی احباب دعائے مغفرت کریں۔

جلد ۳۵ | ۳۱ ماہ وفا ۱۳۲۶ھ | ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ | ۳۱ جولائی ۱۹۴۷ء | نمبر ۱۸۰

ہندوستانی زبان

سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک ہندو دوست کا خط شائع ہوا ہے جس میں آپ نے اس نئی قسم کی "ہندوستانی زبان" کی تائید کی ہے۔ جو سردار پٹیل کی زیر ہدایت آل انڈیا ریڈیو سے نشر کی جارہی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ سنسکرت چونکہ ہندوستان کی وطنی زبان ہے۔ اس لئے یہ درست ہے کہ ہندوستانی میں صرف اسی زبان کے الفاظ داخل کئے جائیں۔ اس کے مقابلہ میں فارسی اور عربی اجنبی زبانیں ہیں۔ ان کے الفاظ سے اس کو بالکل پاک کر دینا چاہیئے۔ یہ دلیل بالبداہت نہایت بودی ہے سنسکرت ہرگز ہندوستان کی وطنی زبان نہیں ہے۔ جس طرح فارسی اور عربی باہر سے یہاں آئی ہیں۔ اسی طرح سنسکرت بھی باہر ہی سے آئی ہے۔ صرف زمانے کا فرق ہے۔ سنسکرت ذرا پہلے یہاں داخل ہوئی۔ اور فارسی اور عربی بعد میں اور ان آخر الذکر زبانوں کو یہاں آئے بھی کم از کم ہزار سال سے اوپر ہو چکے ہیں۔ فارسی اور عربی کی طرح سنسکرت بھی کبھی ہندوستان کے عوام کی زبان نہیں بن سکی۔ جس طرح فارسی اور عربی علماء تک محدود رہی ہے۔ اسی طرح سنسکرت بھی پنڈتوں تک محدود رہی ہے سنسکرت میں ایک کمی یہ بھی بڑی نمایاں ہے۔ کہ وہ ایک مردہ زبان ہو چکی ہے۔ اور دنیا کے کسی خطہ میں بطور عام زبان کے استعمال نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ لوگ بھی جو اپنی عمریں اس زبان کی تحصیل میں صرف کر دیتے ہیں۔ اپنے روزانہ معاملات میں اس کو استعمال نہیں کرتے لیکن اس کے برخلاف فارسی اور عربی زندہ زبانیں ہیں۔ اور اپنے مخصوص ممالک کے علاوہ تقریباً تمام ایشیا اور افریقہ میں سمجھی اور بولی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ ایک مردہ اور زندہ زبان میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اور جو زبان کسی ہمسایہ ملک میں رائج ہو اس کے الفاظ ایک ایسی زبان میں جیسی کہ مثلاً ہندوستانی یا انگریزی زبانیں ہیں داخل کرنے اس سے بہت زیادہ مفید ہیں۔ کہ ایک مردہ زبان کے الفاظ جو پردہ دنیا پر کہیں بھی بولی نہیں جاتی۔ اس میں داخل کئے جائیں

اردو یا ہندوستانی زبان ایک قدرتی زبان ہے۔ ہر کونسیاہ ایسی بولی پر ہے۔ جو شمالی ہندوستان کی متداول زبان تھی۔ چونکہ شمالی ہندوستان وقتاً فوقتاً مختلف اقوام کا جولانگاہ بنا رہا ہے۔ اس میں ایسا لوچ پیدا ہوتا گیا کہ جب مسلمان یہاں آئے۔ تو ان کو اسی زبان کو آہستہ آہستہ اختیار کرنا پڑا۔ لیکن اس طرح کہ اپنی مادری زبانوں فارسی اور عربی کے کچھ الفاظ بھی اس میں شامل کر دیئے۔ یہ انہوں نے عمداً نہیں کیا۔ بلکہ خود بخود ایسا ہوتا گیا۔ مسلمانوں کے فوجی تسلط سے بہت پہلے کئی فارسی اور عربی الفاظ یہاں رائج ہو چکے تھے۔ اور مسلمانوں سے پہلے کے ایسے ملفوظات ملتے ہیں۔ جن میں فارسی اور عربی الفاظ کسی قدر بگڑی ہوئی صورت میں موجود ہیں۔ اگرچہ ان کی تعداد بہت زیادہ نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بولی یہاں عام طور پر بولی جاتی تھی۔ اس میں دوسری زبان کے الفاظ جذب کرنے کی صلاحیت پہلے ہی موجود تھی۔

مسلمانوں کے ورود پر مدتوں تک وہ عام بولی جو ہندوستان کے عوام میں خود بخود ترقی پاتی رہی۔ کس مپرسی کی حالت میں پڑی رہی۔ درباری زبان فارسی ہی رہی۔ نہ صرف مسلمان حکام کے درباروں میں اسکو بار تھا۔ بلکہ آج جس طرح انگریزی چھائی ہوئی ہے۔ اسی طرح فارسی بھی اس وقت چھائی ہوئی تھی۔ اور ابھی چند سال ہی ہوئے ہیں۔ کہ خود بعض ریاستوں سے اس کو نکالا گیا ہے۔ اردو سے متعلق اور ٹکسالی اردو کی ترکیبیں بہت پیچھے کی ایجاد ہیں۔ اور مغلیہ حکومت کے زوال کے دوران میں معرض وجود میں آئی ہیں۔

جسے اب اردو کہتے ہیں۔ پہلے اسے ریختہ کہا جاتا تھا یعنی گری پڑی زبان سب سے پہلے شعرا نے اسے خاک سے اٹھا کر اپنانے کی کوشش کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستانی عوام کی بولی یہی تھی۔ اور اسی قدر عام تھی۔ کہ اب قدرتاً وہ انہی گیتوں سے زیادہ متاثر ہوتے تھے۔ جو ان کی بولی میں ہوں۔ اور اسی طرح ہوتے ہوتے اب یہ ایک علمی زبان کی حیثیت بھی اختیار کر گئی ہے۔ اور ہندوستان کے طول و عرض میں سمجھی اور بولی جاتی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ آج اگر ہندوستان کی مشترکہ زبان بننے کا کسی زبان کو حق ہے تو اسی زبان کو ہے جو قدرتاً یہاں ارتقا پذیر ہوئی ہے۔ اب زبردستی اس کی حیثیت کو تبدیل کرنا اور اس میں سنسکرت جیسی مردہ زبان کے نہایت غیر مانوس الفاظ ٹھونسنا اس کو ہندوستانی زبان نہیں رہنے دیگا۔

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان سے شائع کیا۔

ہندوستان کے لیڈروں کے سامنے آجکل یہ سوال بھی درپیش ہے۔ کہ حکومت کی زبان ہندی ہو یا ہندوستانی۔ گاندھی جی اور ان کی پارٹی ہندوستانی کے حق میں ہیں۔ لیکن غرض ہے کہ ہندوستانی اگر اس زبان کا نام ہے۔ جو سردار پٹیل آج کل آل انڈیا ریڈیو سے نشر کر رہے ہیں۔ جس کو خود ہندو بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔ تو بہتر ہے کہ ہندی کو ہی ملکی زبان قرار دیا جائے۔ کیونکہ اس طرح کسی فریب کاری کی ضرورت نہ رہے گی۔

اگر ہندوستانی زبان ہندی اور اردو سے کوئی الگ تیسری زبان ہے۔ تو وہ وہی ہے جو دہلی۔ میرٹھ۔ لکھنؤ وغیرہ شہروں کے بازاروں میں عوام بولتے ہیں۔ جس میں فارسی۔ عربی۔ سنسکرت کے الفاظ ایسے عام ہو چکے ہیں۔ کہ ہندو عورتیں بھی ان کا مفہوم خوب سمجھتی ہیں۔ اور اپنی بول چال میں ہر وقت استعمال کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی نئی زبان بنانا مقصود ہے۔ جس میں سنسکرت کے غیر مانوس الفاظ ٹھونسے گئے ہوں۔ تو اس کو اس لحاظ سے ہندوستانی زبان کہنا درست نہیں کہ وہ ہندوستانی عوام کی بولی ہے۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ وہ ہندوستان کے متعصب ہندوؤں کی بولی ہے۔ جس کو ابھی تک تو وہ خود بھی نہیں سمجھتے۔ مگر کسی آئندہ زمانے میں سمجھنے لگیں گے۔

سنسکرتی قسم کی ہندوستانی زبان رائج کرنے میں تضییع اوقات کے علاوہ یہ بھی عظیم نقصان ملک کو ہوگا۔ کہ ہندوستان کی بولی اور پاکستان کی بولی جو یقیناً اردو ہوگی۔ ایک دوسری سے بہت دور جا پڑیں گی حالانکہ دونوں کی بنیاد ایک ہی ہوگی۔ اور یہ بات ہندوؤں اور مسلمانوں کو اور بھی ایک دوسرے سے دور کر دیگی۔ اور متحدہ ہندوستان کا خواب ہمیشہ کے لئے محو ہو جائیگا۔ اور بہت ممکن ہے۔ کہ پاکستان کے مسلمان ضد سے یہ غلطی کریں۔ کہ اردو سے سنسکرت کے متداول اور عام فہم الفاظ چن چن کر باہر کریں۔ اور ان کی جگہ عربی اور فارسی کے غیر مانوس الفاظ بھرنے کی کوشش کریں۔ اس سے جو نقصان ملک کو ہوگا۔ اسکی تشریح کی ضرورت نہیں۔ لیکن ہم مسلمانوں کو یہی مشورہ دیں گے۔ کہ وہ اس قسم کی ہرگز کوئی غلطی نہ کریں۔ بلکہ ان کو چاہیئے۔ کہ سنسکرت کے مزید سہل اور آسان الفاظ ضرور اردو میں داخل کرلیں۔ اس سے زبان کی وسعت بھی بڑھ جائیگی۔ اور ناممکن نہیں۔ کہ جلد ہی ہندو اپنی غلطی کو محسوس کرلیں۔ اور یہ قدرتی زبان سارے ہندوستان کی لنگوا فرینکا تسلیم کرلی جائے۔ اور ملک صد زبانیوں کی مصیبت سے بچ جائے۔

روزہ کی برکات

(از جناب صلاح الدین صاحب ناصر ابن خان بہادر چودھری ابوالہاشم خانصاحب مرحوم)

جاء رمضان بکثرة البرکات
رمضان بہت سی برکات کے ساتھ آگیا

واستغفروا رب الجلال تضرعًا
اور خدائے ذوالجلال سے خشوع و خضوع سے مغفرت طلب کرو

فتنافسوا فی الصوم والصلوٰة
سو نماز و روزہ میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو۔

وتسابقوا فی الخیر والحسنات
اور نیکیوں اور بھلائیوں میں باہم سبقت لیجانے کی کوشش کرو۔

(۱) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ "روزہ (عذاب الٰہی کے لئے) سپر ہے۔ لہٰذا روزہ دار کو چاہیئے کہ کہ فحش بات نہ کہے جہالت نہ کرے اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے۔ یا اسے گالی دے۔ تو وہ دو مرتبہ کہہ دے۔ "میں روزہ دار ہوں"۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے۔ (اللہ تعالےٰ فرماتا ہے) کہ روزہ دار اپنا کھانا پینا اور اپنی خواہش میرے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ میرے ہی لئے ہے۔ اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا۔ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔ لیکن روزے کا اس سے زیادہ ملے گا" (بخاری شریف)

(۲) حضرت سہل رضؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں۔ اس دروازے سے قیامت کے دن روزہ دار لوگ داخل ہوں گے پکارا جائیگا۔ روزہ دار کہاں ہیں؟ تو وہ اٹھ کھڑے ہونگے۔ پھر جس وقت داخل ہو جائیں گے۔ تو دروازہ بند کرلیا جائیگا۔ غرض اس دروازے سے کوئی بے روزے دار داخل نہ ہوگا۔" (بخاری شریف)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان آتا ہے۔ تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں"۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان آتا ہے۔ تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں"۔ (بخاری شریف)

(۴) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "جو شخص جھوٹ بولنا اور لغو کام کرنا نہ چھوڑے۔ تو اللہ کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں۔ کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے"۔ (مراد روزہ رکھے) (بخاری شریف)

نوابزادہ میاں عباس احمد خانصاحب کی انگلستان سے واپسی

لنڈن ۲۹ر جولائی۔ مکرم چودھری مشتاق احمدؐ صاحب باجوہ امام مسجد احمدیہ لنڈن بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں۔ کہ

جناب صاحبزادہ میاں عباس احمد صاحب ابن جناب نواب محمد عبد اللہ خانصاحب آج بذریعہ ہوائی جہاز یہاں سے روانہ ہوگئے ہیں۔ امید ہے کہ ۳۱ر جولائی کو کراچی پہنچ جائیں گے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں بخیر و عافیت گھر پہنچائے۔ صاحبزادہ صاحب موصوف واقف زندگی ہیں۔ اور سلسلہ کی ضروریات کے پیش نظر گذشتہ سال ماہ نومبر میں انگلستان تشریف لے گئے تھے۔ اثنائے قیام یورپ میں آپ پروفیسروں اور دوسرے اکابرین کو جن سے آپ کو ملاقات کا اتفاق ہوا۔ پیغام حق پہنچاتے رہے۔

ایک معزز ہندو دوست کا خط حضرت امام جماعت احمدیہ کے حضور

مقدس ذات حضرت امام جماعت احمدیہ! آپ کو میرا بار بار سلام ہو۔

آپ کا رسالہ "کرشن سندیش" میں نے اپنے دوست سے لے کر پڑھا۔ اسے پڑھ کر مجھے بڑی تسلی ہوئی۔ میرے خیال میں مسلمانوں کی یہ جماعت احمدیہ قادیان پہلی ہی جماعت ہے۔ جو اسقدر فراخدلی سے دنیا کو ٹھیک راستہ پر چلانے کا انتظام کر رہی ہے۔ اس آپس کی لڑائی اور جھگڑوں کے زمانہ میں جبکہ اشرف المخلوقات کہلانے والے انسان خونخوار جنگلی جانوروں سے بھی بدتر طریقے دوسروں کو ستانے میں استعمال کر رہے ہیں۔...... آپ کی تعلیم کی اور بھی بہت ضرورت ہے۔...... خدا کرے آپکی جماعت پھلے پھولے۔ میں آپکے قادیان اور آپ کے درشن کرنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ مجھے تو آپ کی جماعت کے لئے ادب و احترام پیدا ہو گیا ہے۔......" کرشن سندیش ٹریکٹ مالا (ہندی) سالانہ چندہ صرف تین روپے

(مینجر کرشن سندیش)

۲۹ر رمضان المبارک

۲۹ر رمضان المبارک قریب سے قریب تر آرہی ہے۔ جماعتوں کے کارکن اور افراد نہ صرف ہندوستان کے بلکہ بیرون ہند کے احباب بھی وصولی میں جدوجہد کر رہے ہیں۔ تا ان کے وعدے ۲۹ر رمضان المبارک تک سو فی صدی مرکز میں جمع ہو جائیں۔ اور ان کا نام دعا کے لئے حضرت اقدس کے حضور پیش ہو جائے۔ اور اخبار میں بھی شائع ہو سکے۔ چنانچہ امریکہ سے مکرمی مرزا منور احمدؐ صاحب نے پٹس برگ کے ۹۳ ڈالر کے وعدوں میں سے ۱۸۵/۲ ڈالر یعنی ۶۶۱ روپے بھیج دئے ہیں۔ اور جماعت بالٹی مور کا وعدہ جو ۸۷ ڈالر تھا۔ سارے کا سارا وصول ہو گیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ بیرون ہند اور ہندوستان کی جماعتیں ۲۹ر رمضان المبارک تک دفتر اول کے تیرھویں سال اور دفتر دوم کے سال سوئم کے وعدہ کی رقم سو فی صدی مرکز میں داخل کرنے کی ابھی سے پوری جدوجہد کریں۔ (وکیل المال تحریک جدید)

اقلیتوں کے حقوق اور ہمارے اسلاف

از حکیم الدین احمد صاحب جامعہ احمدیہ

اسلام ہی ایک مذہب ہے۔ جو تمام مذاہب سے بڑھ کر صلح و آشتی کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام کے معنے ہی صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنا اور امن سے رہنا ہیں۔ کیونکہ یہ لفظ سلم سے مشتق ہے۔ جس کے معنے صلح و آشتی کے ہیں۔ دوسری بات اسلام کے لفظ میں یہ ہے۔ کہ آدمی صدق دل سے اقرار کرے۔ کہ خدائے واحد ہی حقیقی معبود ہے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے برگزیدہ نبی ہیں۔ اسی دلی یقین کو پیدا کرنے سے آدمی مسلمان کہلاتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جبر و اکراہ۔ رعب اور دبدبہ سے کبھی دلی یقین پیدا نہیں ہوسکتا۔ پس جبر سے مسلمان بنانا غیر ممکن ہے۔ خدا تعالےٰ قرآن مجید میں نص صریح کے طور پر فرماتا ہے کہ لا اکراہ فی الدین دین اور مذہب میں کسی شخص پر جبر اور اکراہ کرنا مطلقاً جائز نہیں۔ کوئی پہلو ایسا اختیار نہ کیا جائے۔ جس سے کسی شخص کو مذہب اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جائے۔

دوسری آیت لکل امۃ جعلنا منسکاً ھم ناسکوہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ہر ایک قوم کے لئے ایک راہ عبادت مقرر کردی ہے۔ کہ وہ اس طرح عبادت کرے کسی کو حق نہیں کہ کسی کے طریقہ عبادت۔ مذہب اور عبادت خانوں میں کسی قسم کا دخل دے۔ ایک اور جگہ مذہب کی آزادی کے بارہ میں یہ ارشاد فرمایا ہے وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ۔ اے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم جب تیرے پاس مشرک لوگوں میں سے کوئی پناہ چاہنے کے لئے آئے تو اس کو پناہ دے دے یہاں تک کہ تیری مہربانی تیرا سلوک اسکے دل میں گھر کر جائے۔ اور وہ تبلیغ کو سنتا شروع کردے۔ اس کے بعد تو اسے اسکے گھر امن کی جگہ اس کی قوم یا اسکے لشکر میں پہنچادے۔ اللہ اللہ کیسی پر امن تعلیم ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں میسر آئی ہے۔ مگر حیف ہے ان مستشرقین اور معاندین پر جو اسلام کو خونخوار ظالم اور بے درد انسانوں کا مذہب سمجھتے ہیں۔

اب اسلام کی اس تعلیم کا عملی ثبوت حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم۔ خلفاء اربعہ رضی اللہ اور مسلمان بادشاہوں کے زمانہ سے تاریخی طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ ان واقعات۔ معاہدات اور باہمی تعلقات سے واضح اور بین طور پر معلوم ہوجائے گا کہ واقعی اسلام صلح و آشتی کا مذہب ہے۔ اور وہ مذہب کے معاملے میں جبر و اکراہ کو ناجائز قرار دیتا ہے اور آزادئ مذہب کو قوم کا اصل حق قرار دیتا ہے۔ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدہ کا اقلیتوں کیساتھ سلوک معاہدات اور مذہب میں آزادی دینا۔ عیسائی گرجوں کو تعمیر کروانا گورنروں کو اقلیتوں سے برا سلوک کرنے پر معطل کردینا اسلامی تعلیم کا وہ عملی نمونہ ہے کہ جس کا انکار نہ آج ہندو کرسکتا ہے نہ عیسائی۔

آج جبکہ ہندوستان دو علیحدہ علیحدہ حکومتوں پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم ہو رہا ہے۔ دونوں حکومتوں میں اقلیتیں نہایت اضطراب سے چیخ و پکار میں مصروف ہیں کہ ہمارا کیا بنے گا۔ مغربی پنجاب سے ہندو سکھ ہندوستان میں منتقل ہو رہے ہیں۔ اور بعض مسلمان گھبرا کے بہار سے بنگال جا رہے ہیں۔ کیا یہ اقلیتیں قصوروار ہیں؟ نہیں نہیں۔ اس کی اصلی ذمہ دار دونوں حکومتیں ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ اقلیتوں کو اپنی اپنی جگہ رہنے کی تلقین کریں۔ اور اپنے عمل سے ثابت کر دکھائیں کہ دونوں حکومتوں میں اقلیتوں کے حقوق محفوظ ہیں۔ اقلیتوں کے لئے ہر قسم کی آزادی روا رکھیں جس سے انہیں یقین ہوجائے۔ کہ ان کا مذہب ان کی معاشرت ان کے شہری اور سیاسی حقوق سب کی طرف سے بے جا مداخلت سے محفوظ ہیں۔ اور ان کے لئے ترقی کے راستے اسی طرح کھولے ہیں۔ جس طرح اکثریت کے لئے۔ یہاں بعض تاریخی واقعات اس لئے درج کئے جاتے ہیں تا مسلمان آقائے نامدار اور خلفائے راشدہ کے نقش قدم پر چلکر اسلام کی تعلیم کو ایک دفعہ پھر سچا کر دکھائیں۔ اور اقلیتوں کے تمام حقوق ادا کریں۔ دوسری طرف ہندو اکثریت کو یہ بتلانا مقصود ہے۔ کہ مسلمانوں نے دنیا کے سامنے کس رواداری کا ثبوت دیا۔ اور کس طرح اپنی ماتحت اقلیتوں کے حقوق کی خود حفاظت کی۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی آزادی روا رکھی۔ نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو بھی ان واقعات سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔

سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کا ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ کتاب فتوح البلدان صفحہ ۶۵ میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت مسلمان افسروں کے نام ان الفاظ میں درج ہے۔

"ولنجران حاشیتھا جوار اللہ وذمہ محمد النبی رسول اللہ علی انفسھم(۱) وملتھم(۲) وارضھم(۳) واموالھم(۴) وغائبھم(۵) وشاھدھم وغیرھم(۶) وبعثھم(۷) وامثلتھم۔ لا یغیر(۸) ما کانوا علیہ۔ ولا یغیر حق(۹) من حقوقھم وامثلتھم۔ لا یفتن اسقف(۱۰) من اسقفیتہ۔ ولا راھب من رھبانیتہ۔ ولا وافہ من وفہیتہ علی ما تحت ایدیھم(۱۱) من قلیل او کثیر۔ ولیس علیھم رھق(۱۲)۔ ولا دم جاھلیۃ(۱۳)۔ ولا یحشرون(۱۴)۔ ولا یعشرون(۱۵) ولا یطاء(۱۶) ارضھم جیش الخ"

آپ نے فرمایا:۔

"نجران علاقہ اور دیگر علاقہ کے عیسائی اور ماتحت ذمی لوگ جو مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے ہیں

آہ! حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ

آہ اک خیر مجسم۔ ایک پیکر نور کا
دیکھ کر جس کو نظر آتا تھا جلوہ طور کا

پوچھتا ہے وصف کیا تو ایسے عالی جاہ کا
پاک ظاہر پاک باطن عبد تھا اللہ کا

نیک طینت نیک سیرت متقی و پارسا
حامئ دین متیں اور سالکِ راہِ ہدےٰ

منبع علم و ہنر اور کانِ فضل و خیر
فیضیاب اس سے ہر اک ہوتا تھا اپنا ہو کہ غیر

خوبیاں کیا کیا گناؤں میر اسمٰعیل کی
چہرۂ انور تھا گویا روشنی قندیل کی

اے خدا کے برگزیدہ صوفیٔ عالیمقام
رحمتیں اللہ کی تجھ پر ہوں اور لاکھوں سلام

اور اقلیت میں ہیں۔ ان کی جان کی حفاظت کرنا خدا اور رسول کے ذمہ ہے۔ اور مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ ان کے مذہب میں دخل نہ دیا جائیگا۔ وہ مذہباً آزاد ہیں۔ کوئی جبر و اکراہ نہیں۔ ان کی مذہبی آزادی محفوظ ہے۔ ان کی زمینیں بھی محفوظ رہیں گی۔ کسی مسلمان کو ان پر قبضہ کرنے کی اجازت نہیں۔ ان کا مال بھی محفوظ ہے۔ جو لوگ اس وقت حاضر نہیں ان کے لئے بھی یہی احکام ہیں۔ ان کے قافلے اور کارواں (یعنی تجارت) محفوظ رہیں گے۔ ان کی جمعیت قائم رہے گی۔ جن رسوم و عقائد کے وہ پابند ہیں ان میں تبدیلی نہیں کی جائیگی۔ ان کا کوئی حق جو ان کو پہلے حاصل تھا ضائع نہیں کیا جائے گا۔ اسقف (بشپ) راہب (مانک) پجاری گرجوں سے برطرف نہیں کئے جائیں گے۔ ہر چیز جو ان خانقاہوں اور معبدوں میں ہے اسی طرح قائم رہے گی ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ ان سے جاہلیت کے خون کا بدلہ نہ لیا جائے گا۔ ان سے جزیہ محصل ان کے پاس خود جا کر لے گا۔ ان سے عشر جزیہ کے علاوہ نہیں لیا جائیگا۔ ان کے ملک میں فوج نہیں بھیجی جائیگی۔

ان سولہ امور کی روشنی میں اگر دونوں حکومتیں اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے قانون وضع کر لیں۔ تو ہر طرف امن و امان کا دور دورہ ہو جائے۔ ہر شخص کو اس کا جائز حق مل جائے اور ایک کو دوسرے کے خلاف کوئی شکایت نہ رہے۔

اسی طرح حضرت خالد بن ولید نے حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں حیرۃ پر فتح پانے کے بعد اس کے باشندوں سے یہ معاہدہ کیا۔

"لایھدم لھم بیعۃ ولا کنیسۃ ولا یمنعون من ضرب النواقیس ولا من اخراج الصلبان فی یوم عیدھم"

ترجمہ:- ان اور دوسرے غیر مسلم قوموں کے گرجے معبد برباد نہ کئے جائیں گے۔ نہ ان کو گھنٹے بجانے سے روکا جائے گا۔ نہ عید کے دن صلیب کے نکالنے سے روکا جائیگا"۔

گویا مذہب کے بارہ میں مطلقاً کوئی روک پیدا نہیں کی جائے گی۔

اس کے برخلاف سکھ قوم کی یہ حالت رہی ہے کہ اس قوم نے اپنے اقتدار کے وقت مسلمانوں کو اذان تک نہیں کہنے دی۔ اور گاؤں گاؤں میں مؤذنوں کو قتل کروایا۔ آج بھی جبکہ ان کو اقتدار حاصل نہیں۔ یہ لوگ اپنی اکثریت کے گاؤں میں اذان سے مؤذن کو روک دیتے ہیں۔ مگر اسلام کے رشید ابتائی مسلمان اپنے ماتحت مشرکوں۔ عیسائیوں یہودیوں کو ان کے مذہب اور عبادت کے طریق میں کسی قسم کی روک نہیں پیدا کرتے تھے۔ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ایک مشرکین کا وفد ملنے کے لئے آیا۔ ملاقات میں دیر ہو گئی۔ ان کی عبادت کا وقت آ پہنچا۔ حضرت سے انہوں نے اجازت چاہی۔ کہ وہ اپنی عبادت مسجد نبوی میں بجالائیں۔ آپ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ مسجد میں عبادت بجالاؤ۔ انہوں نے اپنے بت سامنے رکھ کر اپنے طریق کے مطابق عبادت کی۔

یہ اسی زریں تعلیم کا نتیجہ تھا۔ کہ مسلمانوں نے جہاں بھی حکومت کی۔ اپنی رعایا کے ساتھ بلا تفریق و امتیاز نہایت اعلیٰ درجے کا سلوک کیا۔ خود ہندوستان میں مسلمان بادشاہوں نے اپنے محکوموں کے ساتھ جو ہمدردی اور شفقت کا سلوک کیا۔ اپنے اور پرائے سب اس کے قائل ہیں۔ ہندوستان کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ جو شاہان اسلام کی بے مثال رواداری پر شاہد ہیں۔ اور ہمیشہ رہیں گے۔ فیروز شاہ تغلق کی رعایا پروری سے کون انکار کر سکتا ہے۔ عدل جہانگیری سے کون واقف نہیں۔ اکبر شاہجہان اور دیگر مغل بادشاہوں کے درباروں میں باکمال اور ہنرمند غیر مسلموں کے اعزاز و اکرام کی داستان زبان زد خلائق ہے۔

اس مختصر مضمون میں ان تمام واقعات کا اعادہ تو درکنار مثال کے طور پر چند واقعات پیش کرنے کی بھی گنجائش نہیں۔ اور پھر وہ واقعات شہرت عام اور بقائے دوام کا درجہ رکھتے ہوئے اعادے کے محتاج بھی نہیں ہیں۔

یہ تمام تاریخی واقعات جو اسلامی تعلیم کا زندہ نمونہ ہیں۔ ہندو اور مسلمان ہم دونوں کے لئے مشعل راہ ہونے چاہئیں۔ اگر گذشتہ تاریخ کے اس روشن پہلو کو مدنظر رکھ کر نئی قائم ہونے والی حکومتیں اپنے قوانین مرتب کریں۔ تو کسی قسم کے خوف و ہراس کی گنجائش نہیں رہتی۔ اور ان تاریخی شواہد کا صحیح احترام حقیقی امن کا ضامن بن سکتا ہے۔ بالخصوص مسلمانوں کے لئے ان پر عمل تو مذہبی فرض ہے۔ اس کو تو اس پر عمل کرنا ہوگا ہی اور وہ کریگا بھی۔ ہندوؤں کو چاہیئے۔ کہ وہ بھی ان سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ تا آزادی کے حصول کے بعد صحیح امن کی بنیاد پڑ سکے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین۔

چودھری غلام یٰسین صاحب مبلغ امریکہ کی خدمت میں الوداعی ایڈریس

مسجد احمدیہ لنڈن میں دو اہم تقاریب

(از جناب حافظ قدرت اللہ صاحب واقف زندگی)

برادرم محترم چودھری غلام یٰسین صاحب مورخہ ۲۴ جون کو امریکہ روانہ ہوئے۔ جماعت لنڈن کی طرف سے الوداعی ایڈریس پیش کرنے کے لئے ۲۱ جون کی تاریخ مقرر کی گئی۔ اتفاق سے اس روز پٹنی لٹریری سوسائٹی کے افراد نے آنا تھا۔ اور ان کو دعوتی رقعے بھیج دیئے گئے تھے۔ چنانچہ اس روز چائے کے وقفہ کے ساتھ دونوں تقاریب عمل میں لائی گئیں۔

سوسائٹی کے قریباً ۷۰ ممبران ½۳ بجے مسجد میں پہنچ گئے۔ اس کے علاوہ جماعت کے احباب بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ موسم خوشگوار تھا۔ گھاس کے کھلے میدان میں کرسیاں بچھانے کا انتظام کیا گیا۔ مسٹر ڈیوہرسٹ (Dewhurst) سوسائٹی کے پریذیڈنٹ نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یورپ میں یہ مسجد اسلام کا اہم ترین مرکز ہے۔ اور اس کے بعد پھر چند منٹ اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے محترم چودھری مشتاق احمد صاحب امام مسجد لنڈن کے متعلق چند تعارفی کلمات فرماتے ہوئے انہیں اپنے مشن کے حالات اور جماعت کے مسلک کے متعلق کچھ بیان کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ محترم چودھری صاحب نے جو خود بھی اس سوسائٹی کے وائس پریذیڈنٹ ہیں۔ سب سے پہلے ممبران کو خوش آمدید کہتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس کے بعد کسی قدر بسط کے ساتھ جماعت کے حالات۔ لنڈن مشن کی مساعی۔ مسجد کی تاریخ اور بعض دیگر کوائف بیان کئے۔ آپ نے بتایا کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ کشف جس میں آپ نے اپنے آپ کو ایک جگہ لنڈن میں تقریر کرتے اور سفید پرندے پکڑتے دیکھا۔ کامیابی کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔ جماعت کی مساعی کے ضمن میں آپ نے قرآن کریم کو سات مختلف زبانوں میں ترجمہ کروانے کا بھی اختصاراً ذکر کیا۔ آپ کے بعد مارشل براؤن جو سوسائٹی کے معتدد ممبران میں سے ہیں۔ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور بتایا کہ اسلام اور عیسائیت کس کس رنگ میں ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں۔

اس کے بعد برادرم چودھری ظہور احمد صاحب نے ہندوستان کی موجودہ سیاسی حالت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ہندوستان پر ایک مجموعی نظر ڈالنے کے علاوہ آپ نے موجودہ فرقہ دارانہ مکدر فضا کے بواعث پر بھی بحث کی۔ آپ نے بتایا کہ اب لارڈ مونٹ بیٹن کی تجویز اس رنگ کی ہے۔ کہ تمام فرقے کسی قدر مطمئن نظر آتے ہیں۔ اگر وائسرائے کی یہ تجویز آئندہ اچھے نتائج کے لحاظ سے بھی کامیاب رہی۔ تو مونٹ بیٹن کا نام ہندوستان کی تاریخ میں یادگار رہیگا۔ آپ کی تقریر کے بعد سوالات و جوابات کا سلسلہ بھی دلچسپی کا باعث رہا۔

آخر میں سوسائٹی کے چیئرمین مسٹر ڈاگٹ مے (Daggett may) نے ممبران کا شکریہ ادا کیا۔

چائے کے وقفہ کے بعد محترم چوہدری مشتاق احمد صاحب کے زیر انتظام دوسری تقریب عمل میں آئی۔ مسٹر ناصر احمد سکریون (انگریز احمدی) نے چند آیات قرآنیہ تلاوت کیں اور ان کا ترجمہ بیان کیا۔ اس کے بعد برادرم محترم عبدالسلام صاحب آف جھنگ (حال کیمبرج سٹوڈنٹ) نے برادرم چوہدری غلام یٰسین صاحب کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔

آپ نے فرمایا گو برادرم محترم چوہدری صاحب موصوف کے ساتھ زیادہ عرصہ گذارنے کا موقعہ نہیں ملا۔ مگر لنڈن مشن میں تھوڑے عرصہ کے قیام نے ہی طبیعت پر ایک گہرا اثر چھوڑا ہے۔ آپ کی محنت۔ جفاکشی اور خلوص ایسے امور نہیں جنہیں نظر انداز کیا جا سکے۔ وسیع معلومات عامہ آپ کے دیگر اوصاف میں سے ایک نمایاں وصف ہے۔

ایڈریس کو جاری رکھتے ہوئے برادرم عبدالسلام صاحب نے کہا کہ آپ تحریک جدید کے ابتدائی واقفین میں سے ہیں جنہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہنے کا موقعہ ملا۔ آپ نے سات سال کا عرصہ قادیان میں بطور ٹریننگ بسر کیا۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں اہم عہدوں پر فائز رہ کر سلسلہ کے نوجوانوں کی تنظیم اور تربیت کے فرائض انجام دئیے۔ اب آپ امریکہ تبلیغ اسلام کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

بعدہ قریشی صلاح الدین صاحب اور مسٹر سٹن (انگریز نومسلم) نے اپنے محبت بھرے جذبات کا اظہار کیا۔ اور چوہدری صاحب موصوف کی دینی خدمات کی تعریف کی۔

اس کے بعد برادرم محترم چوہدری غلام یٰسین صاحب نے ایڈریسز کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ ایک زمانہ تھا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بالکل گمنامی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ کوئی آپ کو باہر جاننے والا نہ تھا۔ اس وقت خدا تعالیٰ انہیں ان کی ترقیات کی خبر دیتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ میں تیری شہرت اکناف عالم میں پہنچا دوں گا۔ خدا کے کام بندوں سے رک نہیں سکتے مخالفین کی انتہائی کوششوں کے باوجود یہ روشنی عالم میں پھیلتی ہی چلی گئی۔ اور یہی اس سلسلہ کی صداقت کی دلیل ہے۔

آپ نے فرمایا۔ میرے لئے یہ خوشی کا مقام ہے کہ خدا نے مجھے اہم ترین مقصد کی تکمیل میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائی ہے مجھے خدا پر پورا بھروسہ ہے۔ کہ اسلام اور خدا کا یہ مقدس پیغام ان مغربی ممالک میں ضرور پھیل کر رہے گا۔ میں آپ لوگوں کی دعا کا محتاج ہوں۔ کیونکہ امریکہ میں یہ کام قدرے زیادہ مشکل ہے۔ دولت مند کو خدا کی بادشاہت میں داخل کرنا واقعی ایک مشکل مرحلہ ہے۔

بعد میں آپ نے ایڈریس پیش کرنے والے احباب۔ اور جماعت کے دوستوں کا بالعموم اور محترم امام صاحب کا بالخصوص شکریہ ادا کیا۔ آپ نے کہا محترم چوہدری صاحب کی پاکیزگی اور طہارت کی وجہ سے میرے دل میں ان کی خاص عزت ہے۔ مزید برآں آپ کے علم اور تجربہ سے میں نے ان کے پاس رہ کر بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اوصاف حمیدہ میں اور ترقی عطا فرمائے۔ اور انہیں اس نیک سلوک کی جزا دے۔ جو وہ میرے ساتھ کرتے رہے ہیں۔

بعدہ محترم مشتاق احمد صاحب کھڑے ہوئے۔ آپ نے اپنے جذبات کو یوں بیان فرمایا۔ "۲۱ جون (۱۹۳۸ء) کا دن مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ جب برادرم چوہدری غلام یٰسین صاحب اور خاکسار پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دفتر میں گئے۔ اور اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کیا۔ حضور نے اس وقت تو مجھے قبول نہ فرمایا۔ مگر تین ماہ کے بعد حضور کی ذرہ نوازی سے میں بھی برادرم موصوف کے ساتھ آ شامل ہوا۔ اور اس وقت کے بعد سے اب تک ایک بہت لمبا عرصہ اکٹھے رہنے کا موقعہ ملا ہے۔ اب آپ ہم سے جدا ہو کر تبلیغ کے لئے امریکہ جا رہے ہیں۔ علاوہ دیگر مشکلات کے وہاں کالے گورے کا سوال ایک اہم سوال ہے۔ اسلام کی تعلیم مساوات کی ہے۔ وہ کسی خاص رنگ کے ساتھ کوئی خصوصیت روا نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کی نگاہ میں سب برابر ہیں۔ اسلام نے جس طرح ازل میں کالے اور گورے غلام اور آزاد کے فرق کو مٹایا ہے۔ اب بھی اس ملک میں اس امتیاز کو مٹانا اس کا مقصود ہے۔ برادرم موصوف کو وہاں پھر اسی اسلامی برادری کو قائم کرنا ہے۔ تاریخ دان جانتے ہیں کہ اسلام میں غلاموں کو وہ شان ملی کہ ان میں سے بعض شہنشاہیت کے مقام تک پہنچے۔ اب یہی سبق امریکہ کو دینا ہے۔ خدا انہیں اپنی تائید سے کامیاب فرمائے۔ ہماری دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔ آپ ہمیں بھی اپنی دعا میں یاد رکھیں۔

آخر پر آپ نے پٹنی لٹریری سوسائٹی کے ممبران کا شکریہ ادا کیا اور یہ تقریب بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔

سالانہ اجتماع ۱۳۲۶ ہش ــــــ نمائندگان

ہمارا اجتماع سال میں ایک مرتبہ ہوتا ہے۔ اس اجتماع میں ہر خادم کو شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مگر عام حالات میں ہر ایک خادم کا شامل ہونا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے فیصلہ یہ کیا گیا ہے۔ کہ ہر مجلس اپنے اراکین کی کل تعداد پر بیس یا بیس کی کسر پر ایک نمائندہ بھیجے۔ اگر کسی مجلس کے اراکین کی تعداد پچاس ہے۔ تو چالیس پر دو نمائندے ہوں گے۔ اور باقی دس پر ایک۔ کل تین نمائندے۔ وعلیٰ ھٰذا القیاس

ایسے امور میں جن میں مشورہ لینا ہے۔ مثلاً شوریٰ۔ انتخاب صدر وغیرہ صرف نمائندگان ہی شریک ہوں گے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجالس کی طرف سے باقی خدام کو آنے کی اجازت نہیں۔ مجلس کے اراکین کی تعداد پر نمائندوں کی شمولیت لازمی اور ضروری ہے۔ نمائندوں کے علاوہ غیر نمائندہ خادم بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ان کو ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ تا وہ بھی اجتماع سے کما حقہٗ فائدہ اٹھا سکیں۔

مجالس اپنے ہاں ایک اجلاس منعقد کر کے اجتماع کے لئے نمائندوں کا انتخاب کریں۔ اور ان کی فہرست یکم اکتوبر تک مرکز میں بھجوا دیں۔ نمائندے منتخب شدہ ہوں نامزد نہ ہوں۔

معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ

خدام الاحمدیہ کیلئے

خدام الاحمدیہ کی اہم ذمہ واریوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ ہر خادم اپنے حصہ کا خدام الاحمدیہ کا چندہ ہر ماہ بغیر یاددہانی از خود عہدیداران مقامی کو ادا کر دیا کرے۔ اور عہدیداران مال خدام الاحمدیہ کا فرض ہے۔ کہ وہ مرکز کا حصہ ہر ماہ باقاعدگی سے مرکز کو بھجواتے رہیں۔ لیکن گذشتہ چند ماہ سے کئی مجالس اس طرف توجہ نہیں کر رہیں۔ اور مرکز کے ضروری اخراجات رکے ہوئے ہیں۔ اشد ضروری کام قرض لے کر چلائے جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ ہر خادم اپنی ذمہ واری کے مدنظر کوشش کر کے جلد از جلد اپنا اور اپنی مجلس کا چندہ مرکز میں بھجوا دیگا۔ (مہتمم مال)

قرآن اور حدیث میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی تاکید

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ ما اتیتم من زکوٰۃ تریدون وجہ اللہ فاولٰئک ھم المضعفون (سورہ روم ع ۴ ۳) یعنی جو زکوٰۃ بھی تم دو۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے دو۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ اپنے مالوں کو کم نہیں کرتے۔ بلکہ بڑھاتے ہیں۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔٭

٭ ماخالطت الزکوٰۃ مالاً قط الا اھلکتہ (مشکوٰۃ) یعنی جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو۔ مگر ادا نہ کی جائے۔ بلکہ زکوٰۃ کا حصہ اس میں ملا رہے۔ تو وہ دوسرے مال کو بھی تباہ و برباد کر دیگا۔ (نظارت بیت المال)

ایک نہایت نفع مند کام

پریمیئر مینوفیکچرنگ کمپنی میں ایک عرصہ سے بجلی کے ٹارچ پنکھے اور دوسری مشینیں تیار ہوتی رہی ہیں۔ چونکہ ہمارا ارادہ تھا۔ کہ اس کام کو اور بڑھایا جائے اس لئے ہم نے اس کے مدنظر بہت بڑے پیمانے پر شہر قادیان کے باہر پانچ گھماؤں زمین میں نئی فیکٹری بنوائی ہے۔ جو کہ خدا کے فضل سے اب قریباً قریباً مکمل ہو چکی ہے۔ اور انشاء اللہ ہمارا کارخانہ چند ماہ کے اندر اندر وہاں چلا جائیگا۔ اور کام وسیع پیمانے پر شروع ہو جائیگا۔ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے انگلستان اور دوسرے ممالک سے نئی مشینیں بہت سی آگئی ہیں اور مزید آرہی ہیں۔ مگر چونکہ موجودہ زمانہ میں ہر کام کو بڑے پیمانہ پر چلانے کے لئے بہت سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب تک کمپنی کے پاس اس قدر سرمایہ نہ ہو۔ جتنا کہ ضروری ہے۔ اس سے پورا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارا ارادہ ہے۔ کہ اس کمپنی کو دس لاکھ روپے کے سرمایہ کے ساتھ پبلک لمیٹڈ کروا لیا جائے۔ کل حصہ جات ایک لاکھ ہوں گے۔ اور ہر حصہ کی قیمت دس روپے ہوگی۔ سردست ہر دس روپے کے حصہ میں سے صرف پانچ روپے لئے جائیں گے۔ یعنی اگر کوئی شخص ایک سو حصے خریدے۔ تو اسے پانصد روپے ادا کرنے ہوں گے۔ مگر منافع اسے پورے ایک سو حصہ جات کا ہی ملے گا۔ ابھی یہ سکیم مکمل ہو رہی ہے۔ اور کاغذات بننے کے لئے وکلاء کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ کام خدا کے فضل سے بہت ہی نفع مند ہے۔ اور اس کمپنی کے حصہ جات خریدنے کے بہت سے دوست خواہاں ہیں۔ اس لئے پیشتر اس کے کہ سب کاغذات قانونی طور پر مکمل ہو جائیں۔ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو لوگ حصہ جات خریدنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے نام مکمل پتہ اور حصوں کی تعداد سے مطلع کریں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ کہ دوست اس میں سستی نہ کریں۔ کیونکہ جن لوگوں کی درخواستیں پہلے آئیں گی۔ انہی کو ترجیح دی جائیگی۔ دوستوں کی آسانی کے لئے ہم نے فارم چھپوا رکھے ہیں۔ جو پریمیئر مینوفیکچرنگ کمپنی قادیان کے دفتر سے منگوائے جا سکتے ہیں:۔

صاحبزادہ مرزا شریف احمد

دواخانہ خدمت خلق کے
Digitized by Khilafat Library Rabwah
مقبول عام مجربات
(۱) "شفا بخش" :- ملیریا کی کامیاب دوا ہے۔ قیمت یکصد قرص (۲) دو روپیہ
(۲) "شفائی" :- پرانے اور باری کے بخاروں کیلئے مجرب دوا ہے۔ قیمت یکصد گولیاں (۴) چار روپیہ
(۳) "اکسیر شباب" :- کھوئی ہوئی طاقت کی مجرب دوا ہے۔ قیمت تیس ۳۰ خوراک (۷) سات روپیہ
(۴) "حبوب جوانی" :- مولد جوہر حیات۔ قیمت پچاس گولیاں (۶) چھ روپیہ
(۵) "زود جام عشق" :- طاقت کی شہرہ آفاق دوا ہے۔ قیمت ساٹھ گولیاں (۱۲) بارہ روپیہ
(۶) "دوائی فضل الٰہی" :- اولاد نرینہ کی مجرب دوا ہے۔ قیمت مکمل کورس (۱۶) سولہ روپیہ
(۷) "حب جند" :- اعصابی اور دماغی کمزوری کے لئے مجرب دوا ہے۔ قیمت یکصد گولیاں (۱۸) اٹھارہ روپیہ
(۸) "ہمدرد نسواں" :- اٹھرا کا بے خطا علاج ہے۔ قیمت مکمل کورس (۲۰) بیس روپیہ فی تولہ دو روپیہ
(۹) "معجون فوفل" :- سیلان رحم کی نہایت مجرب دوا ہے۔ قیمت ۵ تولہ (۲) دو روپیہ
(۱۰) "سرمہ ممیرا خاص" :- جملہ امراض چشم کے لئے مجرب ہے۔ قیمت فی تولہ (۸) چھ ماشہ ۵ تین ماشہ ۱۲
(۱۱) "حب ممیرا خاص" :- اعضائے رئیسہ کے لئے بہترین دوا ہے۔ قیمت یکصد گولیاں (۱۰) دس روپیہ
(۱۲) "تریاق کبیر" :- گھر کا ڈاکٹر (یعنی فوری علاج) قیمت بڑی شیشی (۳) تین روپیہ درمیانی شیشی ۱۲ چھوٹی شیشی ۱۲
(۱۳) "قرص صندل" :- مصفی خون اور خون پیدا کرنے کے لئے بہترین ہے۔ قیمت یکصد قرص (۲) دو روپیہ
(۱۴) "قرص مرکب افسنتین" :- معدہ کے لئے مفید ہے۔ قیمت یکصد قرص (۴) چار روپیہ
(۱۵) "اکسیر جنین" :- اٹھرا کا بے خطا علاج۔ قیمت فی تولہ (۶) چھ روپیہ
(۱۶) "اکسیر نزلہ" :- پرانے نزلہ کے لئے مجرب ہے۔ قیمت یکصد قرص (۴) چار روپیہ
اس کے علاوہ ہمارے ہاں اطریفل زمانی۔ اطریفل کشنیز۔ جوارش جالینوس۔ معجون فلاسفہ۔ برشعثا۔ نمک سلیمانی حب قبض کشا وغیرہ مل سکتے ہیں۔
ملنے کا پتہ
دواخانہ خدمت خلق قادیان
(پنجاب)

سر محمد ظفر اللہ خانصاحب کے اعزاز میں دعوت

لاہور ۲۹ جولائی۔ ڈاکٹر تصدق حسین خالد نے سر چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کے اعزاز میں دعوت طعام دی جس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ ملک فیروز خاں نون۔ خان افتخار حسین خاں آف ممدوٹ۔ جسٹس محمد منیر۔ جسٹس دین محمدؐ۔ اور سردار شوکت حیات خاں بھی دعوت میں شریک ہوئے۔

سیکیورٹی کونسل میں انڈونیشیاء کا ذکر

واشنگٹن ۲۹ جولائی۔ آج اتحادی اقوام کی سیکیورٹی کونسل میں یونان کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کولمبیا کے نمائندہ نے انڈونیشیا کا ذکر کیا۔ اور کہا۔ اگر کونسل اپنے فرائض کو دیانت داری سے سرانجام دینا چاہتی ہے تو اسے فی الفور انڈونیشیاء کے معاملہ میں مداخلت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ انڈونیشیاء میں ڈچ حملے کے نتیجہ میں اچھی خاصی لڑائی چھڑ گئی ہے۔ اور امن عالم خطرہ میں پڑ گیا ہے۔ کولمبیا کے نمائندے نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ اس معاملے کے متعلق سیکیورٹی کونسل نے اس وقت تک کوئی کارروائی نہیں کی۔

امرتسر اور گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر

لاہور ۲۹ جولائی معلوم ہوا ہے کہ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب (ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے) کو امرتسر کا ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر مقرر کیا گیا ہے۔ چوہدری مشتاق احمد صاحب چیمہ گورداسپور کے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر مقرر ہوئے ہیں۔

گاندھی جی کا عزم کشمیر

نئی دہلی ۳۰ جولائی گاندھی جی آج کشمیر روانہ ہو رہے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ کشمیر جانے کے متعلق میں نے ایک عرصہ سے مختلف لوگوں سے وعدے کر رکھے تھے۔ ان وعدوں کے ایفا کے لئے میں وہاں جا رہا ہوں۔ آپ نے کہا میں اس لئے نہیں جا رہا کہ کشمیر کو ہندوستان میں شامل کرنے کی کوشش کروں۔ یہ فیصلہ کرنا کشمیر کے لوگوں کا اپنا کام ہے کہ وہ ہندوستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا پاکستان میں۔

وائسرائے ہند کی لیڈروں سے ملاقاتیں

نئی دہلی ۲۹ جولائی۔ آج صبح لارڈ ماؤنٹ بیٹن وائسرائے ہند نے ہندوستان اور پاکستان میں مرکزی حکومت کے قیام اور صوبوں میں گورنروں کے تقرر کے سلسلے میں مسٹر گاندھی۔ سردار پٹیل اور پنڈت نہرو سے دو گھنٹے تک ملاقات کی۔ اس کے علاوہ آپ نے ہندوستان کی مرکزی تقسیم کمیٹی کے اجلاس کی بھی صدارت کی جو دو گھنٹے تک جاری رہا۔ اجلاس کے اختتام پر مسٹر محمد علی جناح سے ایک گھنٹہ تک تبادلہ خیالات کیا۔

مشرقی بنگال کی گورنری

نئی دہلی ۲۸ جولائی۔ آخری اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ لارڈ ڈکلیرن نے مشرقی بنگال کی گورنری کا عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ آپ نے یہ فیصلہ ڈھاکہ کے دورہ کے بعد کیا ہے جو مشرقی پاکستان کا صدر مقام ہوگا۔ آپ کو یہ علاقہ پسند نہیں ہے۔

پنجاب مسلم لیگ کے لیڈر کا انتخاب

لاہور ۲۹ جولائی۔ پنجاب مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے لیڈر اور دیگر عہدیداروں کا انتخاب اسمبلی چیمبر میں پنجاب مسلم لیگ پارٹی کے کمرے میں ۵ اگست کو کیا جائے گا۔ مسٹر محمد اسمٰعیل۔ ابراہیم چندریگر اس میٹنگ کی صدارت کریں گے۔ صدر کی اجازت سے دیگر معاملات پر بھی بحث کی جاسکتی ہے۔

مغربی اور مشرقی پنجاب کی حکومتیں!

لاہور ۲۹ اگست۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ مشرقی پنجاب اور مغربی پنجاب کی حکومتیں پانچ اگست سے الگ الگ کام شروع کر دیں گی۔ ان کے دفاتر سول سیکرٹریٹ میں ہوں گے۔ اور یہ دفاتر اس وقت تک سیکرٹریٹ میں ہی رہیں گے۔ جب تک حد بندی کمیشن اپنے فیصلے کا اعلان نہیں کر دیتا۔

حد بندی کمیشن کا اجلاس
سر محمد ظفر اللہ خانصاحب کی بحث

لاہور ۲۹ جولائی۔ آج صبح ۱۰ بجے لاہور ہائی کورٹ میں پھر پنجاب حد بندی کمیشن کا اجلاس منعقد ہوا۔ سر چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب نے مسلمانوں کی طرف سے کمیشن کے سامنے بحث کی۔ ابھی آپ کی بحث جاری تھی کہ اجلاس کل پر ملتوی ہو گیا۔ امید ہے کہ کل پھر کمیشن کا اجلاس منعقد ہوگا

ریاست ٹراونکور کی طرف سے
انڈین یونین میں شامل ہونیکا فیصلہ

ٹرونیڈرم ۲۹ جولائی۔ ریاست ٹراونکور نے انڈین یونین میں شامل ہونے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ گذشتہ دنوں ریاست کے وزیر اعظم نے اس سلسلے میں وائسرائے سے ملاقات کی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ ریاست نے امور خارجہ دفاع اور مواصلات کے ساتھ تعلق رکھنے والی چند شرائط کی بناء پر یہ فیصلہ کیا ہے۔

مسلمانوں کی ترنگے جھنڈے سے وفاداری
بنگال کے لیگی ممبر کا اعلان

کلکتہ ۲۸ جولائی۔ بنگال لیجسلیٹو کونسل کے ایک لیگی ممبر مسٹر محمد یوسف نے اعلان کیا ہے کہ انڈین یونین کے جھنڈے سے ہندوستان کے ہر شہری کی عزت و عظمت وابستہ ہے اور چونکہ مسلمان ہندوستان کا ایک لازمی حصہ ہیں۔ اس لئے وہ اس جھنڈے کے نیچے کھڑے ہوں گے۔ اور اسے ہمیشہ اونچا رکھیں گے۔

پنجاب کی تقسیم کمیٹی کے فیصلے

لاہور ۲۹ جولائی پنجاب کی تقسیم کمیٹی نے مغربی اور مشرقی پنجاب کے درمیان منقولہ جائداد اور املاک کی تقسیم کے متعلق بعض اہم فیصلے کئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ (۱) تقسیم صرف ان املاک کی ہوگی جو بغیر کسی بڑی تبدیلی کے فوری طور پر قابل انتقال ہوں (۲) ایسے املاک کی اس قیمت کا تعین کیا جائیگا جو تقسیم کے وقت مدنظر رکھا جائیگا (۳) دونوں صوبوں کے نمائندے ۱۵ ستمبر کو یا اس سے قبل کسی جائداد کی تقسیم کے امکان کی تحقیقات کرنے کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ کمیٹی نے دونوں نئے صوبوں کے مابین سٹاف کی تقسیم کے اصول پر بھی روشنی ڈالی۔

انڈونیشیا میں ڈچ فوجوں کی پیشقدمی

بٹیویا ۲۹ جولائی۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈچ فوجیں سماٹرا میں میدان کے علاقہ میں اتر رہی ہیں۔ ڈچ ہوامار توپوں نے ایک ہندوستانی طیارہ کو گرا لیا۔ یہ طیارہ طبی امداد کے لئے کل سنگاپور سے روانہ ہوا تھا۔ ہوائی جہاز میں سفر کرنے والوں میں سے نو اشخاص ہلاک ہو گئے۔ انڈونیشین ری پبلک نے ہلاک شدگان کے ورثاء سے گہری ہمدردی کا اظہار کیا۔

معلوم ہوا ہے کہ انڈونیشیا نے ہندوستان کے لئے پانچ ہزار ٹن چاول اور دھان کا جو ذخیرہ مخصوص کیا تھا۔ اس پر ڈچ افواج قابض ہو گئی ہیں۔ اس کے علاوہ ربڑ کی کافی مقدار پر بھی ان فوجوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ یہ ربڑ ڈچ گورنمنٹ امریکہ بھیج رہی ہے۔

نئی دہلی ۲۹ جولائی۔ انڈونیشیا کے سابق وزیر اعظم ڈاکٹر شہریار نے انڈونیشین ری پبلک کے وزیر خارجہ کو بعض امور کے سلسلے میں مشورہ کرنے کے لئے دہلی بلایا ہے۔